

قرآن و حدیث کے حوالہ سے حجیت استحسان کا تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر زینت ہارون *

ملخص:

استحسان کی حجیت کے سلسلے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ ایک شرعی دلیل ہے اور قابل حجت ہے لہذا استحسان کے ذریعے جو احکامات حاصل ہوتے ہیں وہ یا تو قیاس ظاہر کے مقابلے میں ہوتے یا پھر عموم النص اور استثنائی صورت میں جب کہ امام شافعی استحسان کو نہ تو شرعی دلیل مانتے ہیں اور نہ ہی ان کے نزدیک استحسان قابل حجت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ استحسان ایک شرعی مصدر ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، اجماع، قیاس ضرورت، حاجت اور مصلحت پر ہے اس اعتبار سے استحسان قطعی اور یقینی ہے۔ یعنی استحسان کی حجیت محض عقلی دلیل سے نہیں بلکہ شریعت کی بے شمار نصوص اور کلی استقراء سے ثابت ہے۔ زیر نظر مضمون میں قرآن و حدیث کے حوالہ سے حجیت استحسان کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حجیت استحسان اور قرآن:

حجیت استحسان کے سلسلے میں قرآن کریم کی حسب ذیل آیات کو دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

فبشر عبادی الذین يستمعون القول فيتبعون احسنه (۱)

ترجمہ: میرے ان بندوں کو خوشخبری دے دیجئے جو بات سنتے ہیں پھر ان میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔

واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم (۲)

ترجمہ: اتباع کرو بہتر کی جو نازل کیا تمہارے لیے تمہارے رب کی طرف سے۔

* معاون استاد، شعبہ القرآن والسنة، جامعہ کراچی۔

عدنان محمد جمعہ لکھتے ہیں:

فآلایة الاولى تمدح الآخذین بالا حسن ، والثانية باتباع احسن ما یبذل الینا من الله تعالى من الاحکام الشرعیة، وذاك هو الاستحسان (۳)
ترجمہ: گویا پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے احسن کی اتباع کرنے والوں کی مدح بیان فرمائی ہے۔ اور دوسری آیت میں احسن کی اتباع کا حکم دیا جو اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت کی صورت میں ہماری طرف نازل فرمائی ہے اور یہی استحسان ہے۔

یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (۴)
ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔
اس آیت میں یسر کو مثبت اور منفی دونوں طریقوں سے واضح کیا ہے مجتہدین قرآن و حدیث کے عمومی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے امت کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور خوب سے خوب تر کے لیے جستجو کرتے رہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ما جعل علیکم فی الدین من حرج (۵)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی ہے۔
استحسان کی بنیاد یسر اور رفع حرج پر ہے جس کے لیے اس آیت میں واضح ثبوت ہے۔
استاد شامی لکھتے ہیں:

ان النصوص الاستثنائية مع اتفاقها علی التخیف ورفع الحرج تختلف فی التعبير عن الحكم المستثنی فمنها یعبر باداة الاستنار ، ومنها ما یرفع الجناح والمواخذة اذا كان الحكم الاصلی تحریما لاشیاء معينة ومنها ما یرسم طريقة العمل الاستثنائی ان كان التشريع عملا واجبا كما انه فی بعض المواضع یاتی الحكم الاستثنائية الحكم الاصلی فی نص واحد وفي بعضها یجیء کل حکم منها فی خاص یتاخر نص الحكم المستثنی عن نص الآخر. (۶)

ترجمہ: نصوص استثنائیہ کے متعلق یہ اتفاق ہے کہ وہ بندوں پر تخفیف اور رفع حرج کے لیے وارد ہوئی ہیں تاہم ان کی تعبیر اور استثنائی کے حکم کے متعلق اختلاف ہے بعض ان کو الفاظ سند سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض گناہ اور مواخذے کے رفع سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ کسی معین چیز کی تحریم کا حکم ہو۔ اور بعض استثنائی عمل کی طرف رہنمائی قرار دیتے ہیں اگر تشریع عملاً ضروری ہو جیسے کہ بعض جگہ ایک ہی

نص میں اصلی اور استثنائی حکم وارد ہوا ہے اور بعض جگہ ان دونوں کے لیے خاص نص میں حکم آیا ہے۔ متاخر نص سے پہلے کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

قرآن مجید نے بعض حالات میں عمومی حکم سے ہٹ کر خاص حالات کے لیے استثنائی حکم دیا ہے جس طرح سفر میں یا دشمن سے خطرے کی حالات میں نماز قصر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور اسی طرح سفر میں روزہ نہ رکھنے کی سہولت بھی دی ہے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ أَنْ خَفْتُمْ أَنْ يَفْتَنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا (۷)

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہیں ایذا دیں گے۔ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

بعض ایسے اضطراری حالات ہوتے ہیں جہاں انسان کو عام زندگی سے ہٹ کر کچھ نرمی اور تخفیف کی ضرورت ہوتی ہے لہذا انہی ضروریات اور حاجات کو پورا کرنے کے لیے قرآن مجید میں کئی استثنائی احکام بیان کیے ہیں تاکہ کہیں انسان کسی عظیم مشقت کا شکار نہ ہو جائے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو، مثلاً عام حالات میں مردار اشیاء کا استعمال قطعاً حرام ہے لیکن اضطراری حالت میں جہاں انسان کی بقا کا مسئلہ ہو تو وہاں جان بچانے کے لئے اس حرام کردہ چیز کے استعمال کی اجازت دی ہے۔

أَمَّا حَرَمٌ عَلَيْكُمْ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنزِيرِ وَمَا أَهَلَ بِهِ لَغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ أَنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا هَؤُلَاءِ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَهُوَ مَعْفُوٌّ (۸)

ترجمہ: اس نے تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو جو ناچار ہوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہاں عمومی حکم سے عدول کر کے خاص اضطراری کیفیت میں ان مذکورہ چیزوں کو انسان کے لئے مباح کر دیا گیا ہے۔ (۹) سفر کی حالت میں دوران سفر روزہ چونکہ مشقت کا باعث بنتا ہے لہذا اس میں اس بات کی اجازت ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ نہ رکھے تو اس پر کوئی گرفت نہیں اسی طرح شدید بیماری میں بھی روزہ ترک کرنے کی اجازت ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۱۰)

ترجمہ: تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا، اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی تاکہ تم شکر گزار رہو۔
وصیت کی صحت کے متعلق استاد ابو العینین بدران لکھتے ہیں:

الوصية فانها تمليك مضاف الى حال زوال الملكية وهو ما بعد الموت ،
والاصل فى التمليك الشرعى ان لا يضاف الى زمن زوال الملك . وكان
مقتضى ذلك عدم صحة الوصية لكنها صحت استحسانا بسنن ورود النص
بذلك (١١) وهو قوله تعالى : من بعد وصية يوصى بها او دين (١٢)

ترجمہ: وصیت کی تملیک موصی کے زوال ملک کی جانب مضاف ہوتی ہے اور زوال ملک اس وقت ہوگی جب موصی کی موت واقع ہو جائے۔ شرعی تملیک کے لئے اصل قاعدہ یہ ہے کہ زوال ملک کسی زمانہ کی طرف مضاف نہ ہو، چنانچہ اس قاعدے کی رو سے وصیت کی صحت درست نہیں، لیکن استحسان اس کی صحت کو تسلیم کیا گیا ہے، اور اس سلسلے میں نص بھی واقع ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد (ورثاء میں ترکہ تقسیم کیا جائے)۔“

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بدکاری میں دیکھتا ہے اور اس کے لئے عام قرآنی اصول یہ ہے کہ اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے چار گواہ پیش کرے۔ لیکن ایسی صورت میں جبکہ مرد کے پاس چار گواہ نہیں تو اس صورت میں ”لعان“ کا حکم دیا ہے تاکہ مرد غیرت و حمیت کی آگ میں جل کر خاکستر نہ ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذين يرمون ازواجهن ولم يكن لهن شهداء الا انفسهم فشهادة احداهن اربع
شهادات بالله انه لمن الصادقين ☆ والخامسة ان لعنة الله عليه ان كان من
الكاذبين ☆ ويدرا عنها العذاب ان تشهد اربع شهادات بالله انه لمن الكاذبين
☆ والخامسة ان غضب الله عليه ان كان من الصادقين ☆ (١١)

ترجمہ: اور جو عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سواء گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر وہ اگر جھوٹا ہو۔ اور عورت سے یوں سزا مل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ عورت پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہو۔

امام رازی اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

وهذه الآية الكريمة فيها فرج للازواج وزيادة مخرج (۱۲)

ترجمہ: اس آیت کریمہ میں میاں بیوی کے لئے آسانی کا دروازہ کھول دیا ہے بلکہ بہت زیادہ کشادگی رکھی گئی ہے۔

استاد ثبلی لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں جتنے بھی مستثنیات احکام موجود ہیں وہ سب امتحان ہی سے متعلق ہیں۔ لکھتے ہیں:

هذه المستثنیات کلها سماها القائلون بالا ستحسان استحسانا والمنکر

معترف بالا مستثناء فيها. (۱۳)

ترجمہ: ان تمام مستثنیات کا نام قائلین امتحان رکھا ہے۔ اور امتحان کے منکرین ان مستثنیات کے معترف ہیں۔

وامر قومک یاخذوا باحسنها (۱۴)

ترجمہ: اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں۔

وقوله تعالى: "الله نزل احسن الحديث" هو ما تستحنه عقولهم (۱۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں، اس سے مراد کسی چیز کو ازوائے عقل اچھا سمجھا جائے۔

علامہ آمدی یہ مثال دیتے ہیں:

اما الكتاب فكما في قول القائل مالي صدقة، فان القياس لزوم التصديق بكل

مال، وقد استحسن تخصيص ذالك بمال الزكاة كما في قوله تعالى (خذ من

اموالهم صدقة) (۱۶) ولم يرد به سوى مال الزكاة (۱۷)

ترجمہ: اور کتاب سے قرآن مجید میں اس کی مثال یوں ہے: جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ میرا مال

صدقہ ہے، قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس سے سارا مال صدقہ کرنا لازمی ہے لیکن امتحاناً مال زکوٰۃ

کے ساتھ تخصیص ہے۔

اس کا ثبوت قرآن کریم کی یہ آیت ہے (اے رسول ﷺ) آپ ان سے زکوٰۃ وصول کیجئے۔ اس سے مراد مال زکوٰۃ کے سواء

اور کچھ بھی نہیں۔

قرآن کریم کے متعہ کے بارے میں جس کی رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی ہو ارشاد فرمایا ہے:

متاعا بالمعروف حقا على المحسنين (۱۸)

ترجمہ: حسب دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر۔
اس آیت کے ضمن میں امام ہر کسی لکھتے ہیں:

او جب ذالک بحسب اليسار والعسرة وشرط ان يكون المعروف . فعرفنا ان
المراد ما يعرف الاستحسانه بغالب الراى (۱۹)

ترجمہ: عورت کے لئے متعہ یعنی کچھ دے دینا لازمی ہے خواہ نگلی کی حالت میں ہو یا فراخی و آسانی
کی صورت ہو، اور اس میں شرط یہ ہے کہ معروف طریقہ سے عورت کو کچھ دے دیا جائے۔ اس سے
ہمیں یہ معلوم ہوا کہ معروف طریقہ استحسانا غالب رائے سے ہی ہو سکتا ہے۔

وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف. (۲۰) ولا يظن باحد من
الفقهاء انه يخالف هذا النوع من الاستحسان. (۲۱)

ترجمہ: اور جس کا بچہ اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور۔ استحسان کی اس نوع میں فقہاء
کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

ولا سبيل الى اثبات المعروف من ذالک الا من طريق لا جهتاد فسمى
اصحابنا هذا الضرب من الاجتهاد استحسانا وليس فى معنى خلاف بين
الفقهاء. (۲۲)

ترجمہ: معروف صورت کو ثابت کرنے کے لئے طریق اجتہاد کے سوا کوئی سبیل نہیں اور اجتہاد کی
اس قسم کو ہمارے اصحاب (احناف) استحسان کا نام دیتے ہیں اور اس معنی میں فقہاء کے درمیان کوئی
اختلاف نہیں۔

حضور ﷺ کا قول و فعل اور تقریر خواہ فی بروجی ہو یا اجتہاد ہو واجب الاتباع ہے۔ آپ ﷺ نے جو بھی فیصلے فرمائے یا کسی
امر کا حکم دیا خصوصاً اجتہادی مسائل کے سلسلے میں آپ ﷺ نے ظاہر کو ترک کر کے کسی نہ کسی مصلحت، ضرورت اور حاجت کو
سامنے رکھتے ہوئے استثنائی حکم دیا بعد میں فقہاء نے انہی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسائل کا استنباط کیا جس کا نام
استحسان رکھا گیا۔ حجت استحسان کے سلسلے میں رحمۃ العلمین حضرت محمد ﷺ کے حسب ذیل فرمودات بطور دلیل پیش کئے
جاسکتے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔ (۲۳)

ترجمہ: مسلمان جس شے کو اچھا سمجھیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ چیز اچھی ہوتی ہے۔

امام محمدؒ نے اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے اور امام احمد حنبلؒ نے موقوفاً بیان کیا ہے۔ (۲۴)

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی صحابی کو حاکم بنا کر کہیں بھیجتے تھے تو اسے یہ ارشاد فرماتے:

یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا (۲۵)

ترجمہ: تم لوگوں کے ساتھ نرمی و آسانی کرنا دشواری و مشکل میں نہ ڈالنا، انہیں خوشخبری سنانا انہیں متنفّر نہ کرنا۔

(۳) اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

یسروا ولا تعسروا وسکنوا ولا تنفروا (۲۶)

ترجمہ: تم آسانیاں پیدا کرو دشواریاں پیدا نہ کرنا اور لوگوں کو تسکین دینا اور نفرت نہ ڈالنا۔

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما بعثت میسرین ولم تبعثوا معسرین (۲۷)

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے آسانوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے دشواریوں کے لئے نہیں مبعوث فرمایا۔

(۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

وما خیر رسول اللہ ﷺ بین امرین الا اختیار ایسرهما مالم یکن ماثما. (۲۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو دو امور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوتا تو آپ ﷺ ان دونوں میں سے

آسان کو اختیار فرماتے اگر اس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہوتی۔

(۶) حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الدین یسروا ان یشاد الدین احد الا غلبہ. (۲۹)

ترجمہ: دین آسان ہے لیکن جو شخص دین میں مبالغہ کرتا ہے اس پر وہ غالب آجاتا ہے۔

(۷) حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بعثت بالحنفیۃ السمحۃ (۳۰)

ترجمہ: مجھے آسان ترین دین حنیف دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

قال رسول ﷺ : أحب الدين الى الله الحنفية السمحة (۳۱)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین، دین حنیف ہے۔

(۸) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

لا تبع ماليس عندك (۳۲)

ترجمہ: جو چیز تمھارے پاس نہ ہو اس کی بیع مت کرو۔

بیع و شرا کے سلسلے میں یہ حکم قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ جو چیز ہاتھ میں نہ ہو اس کی بیع جائز نہیں ہے، لیکن خود رسول ﷺ نے لوگوں کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیع سلم کی رخصت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

من اسلف فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم واجل معلوم (۳۳)

ترجمہ: اور تم میں سے بیع سلم کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ پیمانہ وزن اور مدت متعین کر کے لے۔

عن سهل بن حشمه ان رسول ﷺ نهى عن التمر بالتمر ورخص في العرية ان

تباع بخرمها یا کلها اهلها رطباً (۳۴)

ترجمہ: سهل ابن حشمہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے شرکی تمر کے ساتھ بیع کی ممانعت فرمائی

لیکن بیع عریہ کی رخصت فرمادی۔

عریہ سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے شرکاباغ خریدا، اس صورت میں کہ وہ اس وزن کے مطابق یا اندازے سے تمرا د کر دے گا۔ بظاہر تو یہ وہی صورت ہے جو حدیث میں مذکور ہے کہ تر پھل کا تبادلہ خشک پھل سے کیا جائے۔ اس میں تو بالکل واضح سود ہے، لیکن اہل عرب کے ہاں یہ دستور تھا کہ وہ لوگ جن کے ہاں باغ نہیں ہوتے تھے وہ اپنے گھر کے استعمال کے لئے یہ سودا طے کر لیا کرتے تھے۔ اس لئے اس ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے بیع عریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

عن زيد بن ثابت ان رسول الله ﷺ رخص بعد ذالك بيع العرية بالرطب او

التمر ولم ير خص في غيره (۳۵)

ترجمہ: زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد بیع العریہ کی اجازت

مرحمت فرمائی کہ خشک پھل کی تر پھل کے ساتھ بیع صحیح ہے جب کہ اس کے علاوہ دیگر کسی صورت

میں اجازت نہیں ہے۔

اجرت کے سلسلے میں حسین حامد لکھتے ہیں کہ:

والاجارة جازت استحسانا بالنص فانها عقد المنافع وهى معدومة والاصل فى
المعدوم عدم صحة تملكه ولا اضافة التملك اليه ولكن نص ورد يجوزها
لحاجة الناس قول عليه السلام. (۳۶)

اعطوا الاجرة قبل ان يجف عرقه (۳۷)

ترجمہ: اور اجارے کی اجازت استحساناً ہے از روئے نص کے کیونکہ یہ ایک ایسے معاملے پر عقد ہے
جس کا منافع معدوم ہے اور جو چیز اصل میں معدوم ہے وہ کسی کے ملک بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی
اور نہ ہی ملکیت کی اضافت جائز ہے، لیکن لوگوں کی حاجت کی خاطر اس کے جواز کے متعلق نص
وارد ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی اجرت ادا کرو۔

حالانکہ قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس بیع میں منفعت معدوم ہے، کیونکہ مزدوری طے کرتے وقت مزدور کا عمل
موجود نہیں ہے، لیکن اس نص کی وجہ سے اس معاملے کو جائز قرار دیا ہے۔ (۳۸)

اسی طرح اگر کوئی شخص بھول کے روزہ میں کچھ کھاپی لے تو ظاہری قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ
قاعدہ یہ ہے: لا الشئ لایستی مع فوات رکنہ۔ یعنی کوئی شے اس وقت باقی نہیں رہتی جب اس کا کوئی رکن فوت ہو جائے۔
لیکن از روئے نص، استحساناً روزہ فاسد نہیں ہوگا بلکہ ابھی باقی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

اذا نسی فاکل و شرب فلیتم صومه فانما اطعمه الله و سقاہ (۳۹)

ترجمہ: جو شخص روزے میں بھول کر کھاپی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اسے
کھلایا پلایا ہے۔

عورت کے لیے اپنا پورا بدن ڈھانپنا لازمی ہے یعنی سر سے پاؤں تک پردہ کرنا ضروری ہے اور قرآن کریم نے
مؤمنین کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی نظر نیچی رکھیں اور غیر کی طرف دیکھنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل للمؤمنین یغضو من ابصارهم (۴۰)

ترجمہ: اے محبوب (ﷺ) آپ مؤمنین سے یہ فرمادیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

لیکن ضرورت کے پیش نظر آنحضرت نے نکاح کی غرض سے کسی اجنبی عورت کو دیکھنے کی رخصت عنایت فرمائی
ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا خطب احدکم المرأة فان استطاع فان ينظر الی ما یدعوہ الی نکاحها (۴۱)

ترجمہ: جب تم سے کوئی ایک آدمی کسی عورت سے نکاح کا خواہش مند ہو تو ممکن ہو تو اس عورت

کو دیکھ لے۔

ایک اور روایت میں ہے:

إذا لقي الله في قلب مرأ خطبه امرأة فلا باس ان ينظر اليها (۴۲)

ترجمہ: جب کسی شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ یہ بات ڈال دے کہ اسے کسی عورت سے نکاح کرنا ہے تو وہ اگر نکاح کی غرض سے اس عورت کو دیکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

استاذ مصطفیٰ شبلی نے کئی احادیث کو ذکر کیا ہے جو استثنائی حالت میں رفع حرج اور جلب منفعت کا سبب ہے۔ (۴۳)

قرآن وحدیث میں جتنے بھی استثنائی اور جزئی حکم پائے جاتے ہیں ان کے متعلق استاد عدنان محمد جمعہ لکھتے ہیں:

ففي هذا المثل وما يشابهه عدول عن الحكم الكلي الى حكم استثنائي في

جزئية، وسند العدول هو النص الذي اثر عن النبي صلى الله عليه وسلم و

تسمية هذا استحسانا تجوز ظاهر، لان الحكم في الجزئية ثابت بالنص

بالاستحسان (۴۴)

ترجمہ: ان مثالوں اور ان کے مشابہ صورتوں میں حکم کلی سے حکم جزئی یا استثنائی حکم کی طرف عدول کیا

گیا ہے، اور سند عدول وہ نص ہے جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے اور اس کا نام استحسان رکھا گیا

ہے کیونکہ کسی جزء میں حکم کا از روئے نص ثابت ہونا از روئے استحسان ہے۔

ماصل:

حجیت استحسان کے سلسلے میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی ﷺ سے اس بات کی وضاحت ہو

جاتی ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ جزئیات بھی بیان کرتا ہے ان جزئیات کی حیثیت قواعد

عامہ کی ہے جو بدلتے ہوئے حالات میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ علمائے اصول نے اسے حوالہ

سے استحسان کی حجیت کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ القرآن ۱۸:۳۹

۲۔ ایضاً ۵۵:۳۹

- ۳- عدنان، محمد جمع، رفع المحرج فی الشریعة الاسلامیة، دمشق، مطبعة دار الامام البخاریة، ۱۹۷۹ء، ص ۱۴۲۔
- ۴- القرآن ۱۸۵:۲
- ۵- ایضاً ۷۸:۲۲
- ۶- شبلی، محمد مصطفی، الفقه الاسلامی اساس التشریع، مجولہ بالا، ص ۱۲۸۔
- ۷- القرآن ۱۰۱:۴
- ۸- القرآن ۱۷۲:۲
- ۹- بردیس، محمد زکریا، اصول الفقه، مجولہ بالا، ص ۳۱۹۔
- ۱۰- القرآن ۱۷۵:۲
- ۱۱- بدران، ابوالعینین بدران، اصول الفقه، مجولہ بالا، ص ۲۹۰۔
- ۱۲- القرآن ۱۱:۳
- ۱۳- القرآن ۹-۶:۲۲
- ۱۴- رازی، فخر الدین، امام، تفسیر الکبیر، مصر، مطبعة المنعمیة المصریة ۱۹۳۵ء، ج ۲، ص ۲۶۵
- ۱۵- شبلی، محمد مصطفی، تعلیل الاحکام، مصر، مطبعة الازهر، ۱۹۴۸ء، ص ۲۴۲۔
- ۱۶- القرآن ۱۴۵:۷
- ۱۷- شاطبی، ابراہیم بن موسی، اعتصام، مجولہ بالا، ج ۲، ص ۱۱۷
- ۱۸- القرآن ۱۰۳:۹
- ۱۹- آدمی، علی بن ابی علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، مجولہ بالا، ج ۳، ص ۱۳۸
- ۲۰- القرآن ۲۳۶:۲
- ۲۱- سرخسی، محمد بن احمد، امام، اصول السرخسی، مجولہ بالا، ج ۲، ص ۲۰۰
- ۲۲- القرآن ۲۳۳:۲
- ۲۳- سرخسی، محمد بن احمد، امام، اصول السرخسی، مجولہ بالا، ص ۲۰۰
- ۲۴- اتقانی، امیر کاتب بن امیر، کتاب الشامل، مخطوطہ، کراچی، مجلس علمی لاہوری، ج ۸، ص ۳۱۲
- ۲۵- الشیبانی، محمد بن الحسن، امام، موطا امام، محمد، بھارت، مطبع دیوبند، ص ۱۴۴۔
- ۲۶- احمد بن حنبل، امام، مسند احمد بن حنبل، بیروت، الکتب، الاسلامیہ، ج ۱، ص ۷۹
- ۲۷- بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، مجولہ بالا، ج ۱، ص ۶

- ۲۸۔ الترمذی، محمد بن عبد اللہ، امام، مشکوٰۃ المصابیح، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۵ء، ص ۳۲۳۔
- ۲۹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، مجلہ بالا، ج ۱، ص ۳۵۔
- ۳۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، مجلہ بالا، ج ۲، ص ۱۰۰۳۔
- ۳۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۶۱ء، ج ۱، ص ۱۰۔
- ۳۲۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد بن حنبل، بیروت، مطبع الکتاب الاسلامی، بلاسن طبعات، ج ۵، ص ۲۶۶۔
- ۳۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، مجلہ بالا، ص ۱۰۔
- ۳۴۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کراچی، مکتبہ امدادیہ، ۱۳۱۶ھ، ج ۲، ص ۱۳۹۔
- ۳۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، مجلہ بالا، ج ۱، ص ۲۹۲۔
- ۳۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، مجلہ بالا، ص ۲۹۱۔
- ۳۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، ص۔
- ۳۸۔ حسان حسین حامد، نظریہ المصلحہ فی الاسلام، مجلہ بالا، ص ۲۹۰۔
- ۳۹۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۴۰۷ھ، ص ۱۷۶۔
- ۴۰۔ نسفی، عبد اللہ بن احمد، کشف الاسرار شرح علی المنار، بیروت، مطبع دارالکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء، ج ۲، ص ۲۹۱۔
- ۴۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، مجلہ بالا، ص ۲۵۹۔
- ۴۲۔ القرآن ۳۰:۲۲
- ۴۳۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، مجلہ بالا، ۱۴۰۷ھ، ص ۱۳۴۔
- ۴۴۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مجلہ بالا، ۱۴۰۷ھ، ص ۱۳۴۔
- ۴۵۔ شبلی، مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی اساس التشریع، مجلہ بالا، ص ۱۴۶۔
- ۴۶۔ عدنان، محمد جمعہ، رفع الحرج فی الشریعہ الاسلامیہ، مجلہ بالا، ص ۱۳۲۔